مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا ماہوار رسالہ
جنوری ۲۰۲۵

النداء

مالی قربانی

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ

تم ہر گز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

آلِ عمران:۹۳

مال خود بخود
نہیں آتا بلکہ
خدا کے ارداے
سے آتا ہے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فہرست مضامین

فہرست مضامین	صفحہ نمبر

اگر آپ خدام الاحمدیہ کینیڈا کے ماہانہ رسالہ النداء میں کوئی مضمون یا اپنی کوئی نظم بھجوانا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل ای میل پر ہم سے رابطہ کریں۔

ISHAAT@KHUDDAM.CA

قال اللہ

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ۚۖۛ وَاَحْسِنُوْا ۚۛ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو۔
اور احسان کرو یقیناً اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

سورۃ البقرۃ، آیت 196

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
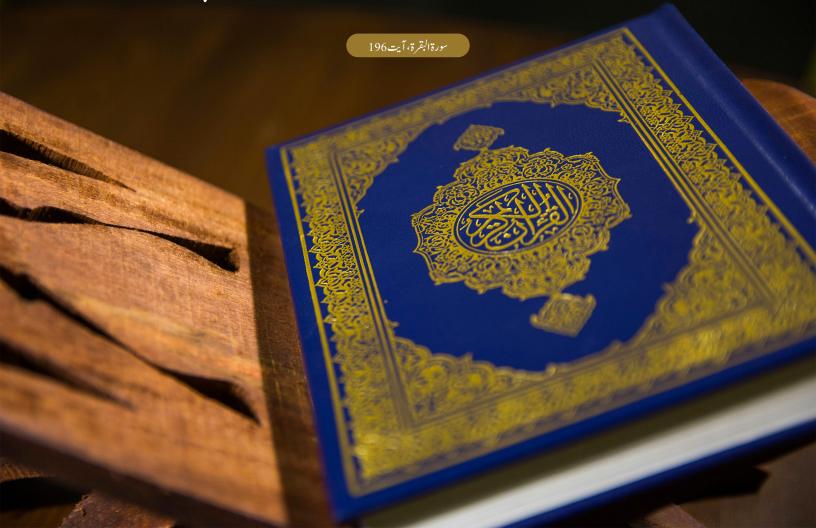
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ رضى الله عنه ـ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ

'' قَالَ اللَّهُ أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ ''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تم خرچ کرو میں تمہیں دیئے جاؤں گا۔

تشریح: اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کو دیا جائے گا، سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی اسے فراخی اور بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

(صحيح البخارى، كتاب النفقات، فَضْلُ النَّفَقَةِ عَلَى الأَهْلِ)

سوائے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو! میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خداتعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہیئے اور اس کے سارے پہلوؤں کو بنظرِ عزّت دیکھ کر بہت جلد حقِ خدمت ادا کرنا چاہیئے۔ جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اس کو حق واجب اور دَین لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصةً للہ نذر مقرر کر کے اُس کے ادا میں تخلّف یا سہل انگاری کو روانہ رکھے۔ اور جو شخص یکمشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح ادا کرے لیکن یاد رہے کہ اصل مدّعا جس پر اس سلسلہ کے بلا انقطاع چلنے کی امید ہے وہ یہی انتظام ہے کہ سچّے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقمیں ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرالیں جن کو بشرط نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے بآسانی ادا کر سکیں۔ ہاں جس کو اللہ جلّشانہ توفیق اور انشراح صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندہ کے اپنی وسعت ہمّت اور اندازہ مقدرت کے موافق یک مشت کے طور پر بھی مدد کر سکتا ہے۔ اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خداتعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاتک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ ۳۳-۳۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جنوری سے وقف جدید کا سال شروع ہوتا ہے اور جنوری کے پہلے یا دوسرے خطبہ میں عموماً وقف جدید کے سال کا اعلان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا ایک خاص امتیاز ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور ارشادات کی روشنی میں اس مالی قربانی کا خاص ادراک ہمیں عطا فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے، اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے مال کی ضرورت ہے بلکہ اس لئے کہ اس سے ہمیں فائدہ پہنچتا ہے۔ اور مجموعی لحاظ سے جماعتی ترقیات کو بھی ہم دیکھتے ہیں۔ جماعت کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(التغابن:۱۷)

یعنی پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس حد تک تمہیں توفیق ہے اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اور جو نفس کی کنجوسی سے بچائے جائیں تو یہی ہیں وہ لوگ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

پھر اگلی آیت میں فرمایا کہ

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ (التغابن:۱۸)

اگر تم اللہ کو قرضۂ حسنہ دوگے تو وہ اسے تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت قدر شناس اور بردبار ہے۔

پس اللہ تعالیٰ بڑھا چڑھا کر دیتا ہے جو اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اس مالی قربانی سے انفرادی فائدہ بھی ہے اور جماعت کی ترقی بھی ہے جو پھر افراد کی ترقی کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخل سے بچو۔ یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا۔(سنن ابو داؤد کتاب الزکاۃ باب فی الشح حدیث ۱۶۹۸) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی استطاعت ہو۔(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ... الخ حدیث ۱۴۱۷)

یہ معمولی خرچ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دینا آگ سے بچاتا ہے۔ پس یہ مالی قربانیاں ہمیں فائدہ پہنچانے کے لئے ہیں۔

(خطبہ جمعہ ۴؍ جنوری ۲۰۱۹ء)

كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ

(صحیح البخاری کتاب الادب بَاب كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ حدیث:6021)

”جو شخص خدا تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتاہے اسے اس کے بدلے میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتاہے۔“

(بخاری کتاب الایمان)

إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَٰتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ (الحدید: ۱۹)

یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو قرضہ حسنہ دیا ان کے لئے وہ بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لئے ایک باعزّت اجر ہے۔

مالی قربانی کی اہمیت

از قلم عدیل احمد

میرے بھائیو! مالی قربانی کی اہمیت کیا ہے یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے ہم قربانی کر کے اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں اور جو کوئی بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اللہ اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا اللہ اسے بڑھا چڑھا کر دیتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔

(سورۃ البقرۃ:۲۶۲)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

میرے بھائیو! مالی قربانی میں سے زکوٰۃ اسلام کا چوتھا سب سے اہم رکن ہے۔ قرآن مجید میں جہاں نماز کا حکم ہوا ہے اس کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا حکم بھی ہوا ہے۔

میرے بھائیو! یہ اللہ کا وعدہ ہے جو اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے اللہ اس کو بڑھا چڑھا کر دیتا ہے قرآن میں سات سو گنا تک بیان ہوا ہے کہ اللہ ہر بندے کو سات سو گنا تک بڑھا کے دیتا ہے جیسا کہ آیت مذکورہ میں اس چیز کا ذکر ہوا ہے اس کہ علاوہ مالی قربانی پر قرآن مجید میں بے شمار آیات موجود ہیں جن میں سے ایک یہ آیت ہے کہ:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ

(الحدید:۱۹)

ترجمہ: یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو قرضہ حسنہ دیا ان کے لئے وہ بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لئے ایک باعزّت اجر ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا، دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

(بخاری-کتاب الزکوۃ-باب انفاق المال فی حقہ)

نبی اکرم آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جہاں اپنے جان اور وقت کی قربانی کیا کرتے تھے وہیں مالی قربانی میں بھی ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے صحابہ اس کام کی تلاش میں رہتے کہ کب انہیں خدا کی راہ میں جان ومال قربان کرنے کا موقع ملے اور وہ فاستبقوا الخیرات کا موقع پا سکیں۔

میرے خدام بھائیو! ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے ہر لحاظ سے مشعل راہ ہے آپ کے پاس جب بھی کوئی مال آتا آپ اسے جتنی جلدی ہو سکتا اسے غریبوں اور ناداروں میں تقسیم فرما دیتے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تب بھی مجھے یہ پسند نہیں کہ تین دن گزر جائیں اور اس (سونے) کا کوئی حصہ میرے پاس رہ جائے۔ سوائے اس کے جو میں کسی قرض کے دینے کے لیے رکھ چھوڑوں۔

(صحیح بخاری، کتاب فی الاستقراض، باب أَدَاءِ الدُّيُونِ)

تبوک کے موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا مال لے آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کا نصف مال لے آئے اور جب رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نصف مال گھر پر چھوڑا ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو اس عاشق رسول نے عرض کی کہ گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں اس موقع پر صحابہ نے بڑھ چڑھ کر قربانیاں دی۔

تبوک کی جنگ ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۳ دفعہ ۱۰۰ اونٹوں کو ان کے کجاووں اور پالانوں سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اس پر آنحضرت نے فرمایا کہ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ۔ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ۔ اس کے بعد عثمان جو بھی کرے اس کا کوئی مؤاخذہ نہیں ہو گا۔ ایک روایت کے مطابق آپؓ نے اس جنگ کی تیاری کے لیے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے پیش کیے۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ سے فرمایا: اے عثمان! اللہ تعالیٰ تجھے وہ سب کچھ معاف فرمائے جو تُو نے مخفی طور پر کیا اور جو تُو نے اعلانیہ کیا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس عمل کے بعد یہ جو بھی کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ کے حق میں یہ دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ ارْضِ عَنْ عُثْمَانَ فَاِنِّیْ عَنْهُ رَاضٍ کہ اے اللہ! تُو عثمان سے راضی ہو جا کیونکہ میں اس سے راضی ہوں۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عثمان........ حدیث 3701، 3700)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار

اسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

صحابہ کی تو یہ مثال تھی کہ وہ اس چیز کے مواقع ڈھونڈا کرتے تھے کہ کب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تحریک ہو اور وہ اس میں حصّہ لیں امیر صحابہ تو اپنی آسانی سے دے دیتے تھے لیکن غریب صحابہ بھی کسی سے پیچھے نہ رہتے تھے یہ چند ایک امثال تھیں جو میں نے ابھی آپ کے سامنے پیش کیں ورنہ صحابہ کی زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے اکثر صحابہ جو کماتے وہ خدا کی راہ میں پیش کر دیا کرتے تھے یہی وہ لوگ تھے جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو گیا اور انھیں اس دنیا اور آخرت میں حسنات سے نوازا۔

میرے بھائیو! یہ قربانیاں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور تک نہ تھیں بلکہ آپ کے غلام صادق اور زمانے کے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے زمانے میں بھی ہم نے دیکھا کہ جب بھی آپ علیہ السلام نے مالی قربانی کی تحریک کی، آپ کے اصحاب نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصّہ لیا اور کئی دفعہ آپ علیہ السلام نے ان چندہ دھندگان کا نام شائع فرما کر خصوصی طور پر ان کے لئے دعا فرمائی آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہیے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اُس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے...“

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 324-323)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر آپ کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: جب انہوں نے ایک دوست سے حضرت مسیح موعود کا دعویٰ سنا تو آپ نے سنتے ہی فرمایا کہ اتنے بڑے دعویٰ کا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا اور آپ نے بہت جلد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کر لی۔ حضرت صاحب نے

ان کا نام اپنے بارہ حواریوں میں لکھا ہے۔ اور ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ نے سلسلہ کے لئے اس قدر مالی قربانی کی ہے کہ آئندہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں میں تحریک بھیجی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگر خانہ دو جگہ پر ہو گیا ہے ایک قادیان میں اور ایک یہاں گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے لہذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ قریباً ۴۵۰ روپے ملی تھی وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضرت صاحب کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا مسیح لکھتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں۔

(ماخوذ از تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء، انوار العلوم جلد ۹ صفحہ ۴۰۳)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جماعتی طور پر بھی اگر دیکھیں تو بڑی بڑی رقمیں چندوں میں دینے والے تو چند ایک ہی ہوتے ہیں۔ اول تو اگر دنیا کی امارت کا آج کا معیار لیا جائے تو جماعت میں اتنے امیر ہیں ہی نہیں۔ لیکن پھر بھی جو زیادہ بہتر حالت میں ہیں وہ چند ایک ہی ہوتے ہیں۔ اور اکثر جماعت کے افراد کی تعداد درمیانے یا اوسط درجے بلکہ اس سے بھی کم سے تعلق رکھتی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی جو معمولی سی قربانی کی کوشش ہوتی ہے وہ جماعتی اموال کو اتنا پانی لگا دیتی ہے کہ اس سے نمی پہنچ جائے جتنا شبنم کے قطرے سے پودے کو پانی ملتا ہے۔ لیکن کیونکہ یہ رقم نیک نیتی سے دی گئی ہوتی ہے اس لئے اس میں اتنی برکت پڑتی ہے جو دنیا دار تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جماعت کی معمولی سی کوشش و کاوش ایسے حیرت انگیز نتیجے ظاہر کرتی ہے جو ایک بے دین اور دنیا دار کی سینکڑوں سے زیادہ کوشش سے بھی ظاہر نہیں ہوتی۔ صرف اس لئے کہ غیر مومنوں کے اعمال کی زمین پتھریلی ہے۔ اور ایک مومن کے دل کی زمین زرخیز اور تقویٰ کے اونچے معیاروں پر قائم ہے۔ اور اس تقویٰ کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان قربانی کرنے والوں کو انفرادی طور پر بھی نوازتا ہے اور جماعتی طور پر بھی ان کی جیب سے نکلے ہوئے تھوڑی سی رقم کے چندے میں بھی بے انتہا برکت پڑتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تو تمہارے دل پہ بھی نظر ہے اور تمہاری گنجائش پر بھی نظر ہے۔ وہ جب تمہاری قربانی کے معیار دیکھتا ہے تو اپنے وعدوں کے مطابق اس سے حاصل ہونے والے فوائد اور ان کے پھل کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔ اور یہی جماعت کے پیسے میں برکت کا راز ہے جس کی مخالفین کو کبھی سمجھ نہیں آسکتی۔ کیونکہ ان کے دل چٹیل چٹانوں کی طرح ہیں، پتھروں کی طرح ہیں جن میں نہ زیادہ بارش نہ کم بارش برکت ڈالتی ہے۔ برکت ان میں پڑ ہی نہیں سکتی۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں کا ہی خاصہ ہے اور آج دنیا میں اس سوچ کے ساتھ قربانی کرنے والی سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی نہیں اور یقیناً یہی لوگ قابل رشک ہیں۔ اور اللہ کے رسولؐ نے ایسے ہی لوگوں پر رشک کیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۷؍ جنوری ۲۰۰۵ء)

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس دنیا میں وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ (سورۃ المؤمنون، آیت نمبر ۵) پر عمل کرتے ہوئے اپنی دنیا اور آخرت کو بہتر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کرے کہ ہم اسی راہ پر چلنے والے ہوں اور اس کی راہ میں ہر طرح کی قربانی کرنے والے ہوں اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو (آمین)

قسط نمبر 8
فلسفۂ نماز
از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

باجماعت نماز کے لئے صف آرائی: تمام باجماعت ادا ہونے والی نمازوں کے لئے حکم ہے کہ امام آگے کھڑا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے اتنے اتنے فاصلہ پر صفیں باندھ کر کھڑے ہوں کہ سب آسانی سے سجدہ کر سکیں صفوں کو درست کرنے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر زور دیتے تھے (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی اقامۃ الصفوف) قرآن کریم سے بھی اس بارہ میں استدلال ہوتا ہے۔ نماز میں سجدہ اور قعدہ کے علاوہ باقی سب حصے کھڑے ہو کر ادا کئے جاتے ہیں لیکن بیمار کے لئے بیٹھ کر اور بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے۔

نماز کے آداب: نماز کے وقت اِدھر اُدھر دیکھنا، نظر پھرانا، بات کرنا یا نماز سے باہر والے کی بات کی طرف توجہ کرنا اور اسی قسم کے اور کام جو نماز کے فعل میں خلل ڈالیں منع ہوتے ہیں۔ (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الالتفات فی الصلوٰۃ وباب النظر فی الصلوٰۃ وباب تشمیت العاطس فی الصلوٰۃ) بلا وجہ کھانسنا، اِدھر اُدھر ملنا بھی ناجائز ہے۔ یہ حکم پہلی تکبیر سے لے کر سلام تک کے وقت کے لئے ہے۔

نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کی وجہ اور حکمت: اس کا ثبوت کہ کعبہ عبادت کا حصہ دار نہیں صرف اجتماع کا ذریعہ ہے یہ ہے کہ جب چلتی ہوئی کشتی یا کسی دوسری سواری میں نماز ادا کرنی پڑے تو ایک دفعہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز شروع کر لینا کافی ہوتا ہے اس کے بعد سواری کا منہ کدھر بھی ہو جائے نماز میں خلل نہیں پڑتا (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب فی الصلوٰۃ الی الراحلۃ وابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب التطوع علی الراحلۃ) اور جب کعبہ کی طرف کا علم نہ ہو سکے تو نماز معاف نہیں ہو جاتی بلکہ جدھر منہ کر کے بھی نماز پڑھ لی جائے جائز ہے بلکہ ضروری ہے کہ نماز پڑھے خواہ کدھر ہی منہ کر کے نماز پڑھے۔ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الرجل یصلی لغیر القبلۃ فی الغیم)

اگر وضو اور تیمم دونوں نہ کر سکے تو اس صورت میں بھی میرے نزدیک نماز ادا کر سکتا ہو تو ادا کر لے جیسے مثلاً جہاز غرق ہو جائے اور کوئی شخص لائف بیلٹ پہن کر سمندر میں کود پڑے اور عرصہ تک اسے بچانے والا کوئی نہ آوے تو نہ یہ وضو کر سکے گا نہ تیمم اس سورۃ میں اس کا اشارہ کے ساتھ ہی نماز پڑھ لینا درست ہوگا اور جن فقہاء کے نزدیک اس طرح پانی میں ہونا وضو ہی کا مترادف ہے ان کے خیال کی رو سے تو اس کا وضو ہی ہوگا کیونکہ وضو والے سب اعضاء ڈھل چکے ہوں گے۔

نماز کی شکل میں حکمت: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جو قیام اور رکوع اور سجدہ اور قعدہ مقرر کئے گئے ہیں یہ ایک رسمی سی بات ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان ہیئتوں کے اختیار کرنے میں خاص حکمتیں ہیں جو نماز کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں اور نماز کا ان پر مشتمل ہونا اسے ایک رسمی عبادت نہیں بناتا۔ ان ہیئتوں پر اس کا مشتمل ہونا اسے روحانیت کے لئے مکمل بناتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسانی بناوٹ اس قسم کی ہے کہ جسم کا اثر روح پر اور روح کا اثر جسم پر پڑتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو رونی صورت بنائے اس کی آنکھوں میں کچھ دیر کے بعد آنسو آ جاتے ہیں اور دل بھی غمگین ہو جاتا ہے اور جس غمگین آدمی کے پاس بیٹھ کر لوگ ہنسیں اور اسے ہنسائیں تھوڑی دیر کے بعد اس کے دل پر سے غم کا اثر کم ہونے لگتا ہے اور اس کے الٹ یہ بھی ہوتا ہے کہ دل کے غم اور خوشی کا اثر انسان کے چہرہ اور دوسرے اعضاء پر پڑتا ہے حتی کہ بعض دفعہ ایک رات کے صدمہ سے بعض لوگوں کے بال تک سفید ہو گئے ہیں اس طبعی قانون کے مطابق اسلام نے عبادت الٰہی میں چند جسمانی افعال بھی شامل کئے ہیں تا کہ وہ ظاہری ہیئتیں جو ادب کا اظہار کرتی ہیں اس کے باطن میں بھی اسی قسم کا جذبہ پیدا کر دیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ادب اور احترام کے اظہار کے لئے مختلف اقوام نے مختلف شکلوں کو اختیار کیا ہے بعض قوموں میں ادب کے اظہار کا طریق یہ ہے کہ اپنے بزرگوں کے سامنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بعض قوموں میں ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا ادب کے اظہار کی علامت ہے بعض میں رکوع کی طرح جھک جانا ادب کے اظہار کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور بعض قوموں میں سجدہ کے طور پر گر جانا ادب کے انتہائی اظہار کے لئے علامت مقرر کیا گیا ہے اور بعض قوموں میں گھٹنوں کے بل بیٹھنا انتہائی ادب کے لئے علامت قرار دیا گیا ہے چنانچہ اسی وجہ سے مختلف اقوام میں عبادت کے وقت ان مختلف صورتوں کو اختیار کیا جاتا ہے۔ ایرانی لوگ اپنے بادشاہ کے سامنے جسے وہ خدا تعالیٰ کا مظہر قرار دیتے تھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے تھے اسی طرح بعض حالات میں وہ ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہوتے تھے مغربی ممالک میں گھٹنوں کے بل گرنے کو انتہائی تذلیل کا مقام سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں رکوع کی طرح جھکنا ادب کے اظہار کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح اپنے قابل تحریم بزرگوں اور بچوں کے آگے سجدہ

کیا جاتا ہے۔ اسلام چونکہ سب دنیا کے لئے ہے اس نے اپنی عبادت میں ان سب طریقوں کو جمع کر دیا ہے تا کہ ہر قوم کے لوگوں کے دلوں میں اس طریق عبادت سے وہ خشیت پیدا ہو جو عبادت میں پیدا ہونی چاہیے کیونکہ ایک تو اپنی قومی عادت کے ماتحت وہ اس خاص ہیئت سے زیادہ متاثر ہوں گے دوسرے اپنی قلبی کیفیت کے ماتحت وہ ان مختلف ہیئتوں سے موقع کے مناسب زیادہ متاثر ہوں گے کیونکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ انسان کے اندر جو مختلف تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ان کے ماتحت وہ کبھی تو شدت محبت اور شدت ادب کے وقت جھک جاتا ہے کبھی دوزانو ہو جاتا ہے کبھی سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور کبھی سجدہ میں گر جاتا ہے پس اس کے قلب کی جو بھی کیفیت ہو گی اس کے مطابق ہیئت کے وقت اس کے قلب میں جوش پیدا ہو جائے گا اور وہ اپنی عبادت سے پورا فائدہ اُٹھا سکے گا۔

علاوہ طبعی کیفیت کے مختلف جسمانی کیفیتوں کے ماتحت بھی ان مختلف حرکات کا اثر انسانی دل پر مختلف پڑتا ہے مثلاً ایک نزلہ کا مریض سجدہ میں تکلیف پاتا ہے اور اس حالت میں اسے پورا جوش نہیں آتا لیکن کھڑے ہونے یا قعدہ کی حالت میں اسے پورا جوش دعا کے لئے پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ وہ ہیئت اس کی صحت کے زیادہ مطابق ہوتی ہے مگر ایک دوسرا آدمی جس کی مثلاً لاتوں میں ضعف محسوس ہو رہا ہو سجدہ میں زیادہ جوش پاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام نے چونکہ عبادت کو ایک اجتماعی فعل قرار دیا ہے اور چونکہ اس نے سب قوموں کو جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اس لئے اس نے اپنی عبادت میں ان تمام ہیئتوں کو جمع کر دیا ہے جن کے ذریعہ مختلف اقوام کو ادب و محبت کے اظہار کی عادت ہے اور جو مختلف حالتوں میں مختلف انسانوں کے دل میں عقیدت اور ادب کے جذبات کو ابھار دیتی ہیں اور اس کی نماز ایسی جامع اور کامل ہے کہ اور کسی مذہب کی نماز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسی خصوصیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام نے اجتماعی نمازوں کا حکم دیا ہے کیونکہ جب مختلف استعدادوں کے لوگ ایک جگہ جمع ہوں تو ایک دوسرے کے قلب کی حالت کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے اور کمزور قوی کی قوت ایمان کو اپنے دل پر تاثیر ڈالتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

چونکہ کبھی کبھی انسان کے دل میں خلوت میں عبادت کا جوش بھی پیدا ہوتا ہے اس لئے اسلام نے فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جیسا کہ تہجد کی نماز ہے اور اس طرح انسان کی اس مخصوص ضرورت کو بھی پورا کر دیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلامی نماز ان تمام طریقوں کی جامع ہے جو مختلف اقوام کے دلوں میں اس کیفیت کو پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے چلے آئے ہیں جو عبادت کے لئے ضروری ہے اور اس میں ہر قوم ہر فرد کی قلبی حالت کو درست کرنے اور عبادت کا سچا جذبہ پیدا کرنے کی قوت موجود ہے اور جن ظاہری ہیئتوں کا اختیار کرنا نماز میں لازمی قرار دیا گیا ہے ان سے نماز کی عظمت میں کمی نہیں آتی بلکہ وہ ان کے ذریعہ سے مکمل ہوتی ہے اور دوسری عبادت پر اسے فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۱، صفحہ ۱۷۰-۱۷۴)

ارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

''یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی، صرف ایک سے ہی محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر تم میں سے کوئی خدا سے محبت کرکے اس کی راہ میں مال خرچ کریگا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 323-324)

تعارف کتاب

مالی قربانی

ایک تعارف

مالی قربانی ایک تعارف: جماعت احمدیہ کی ایک ایسی کتاب ہے جو کہ مالی قربانی کے متعلق تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ آیات قرآنی، احادیث، ارشادات حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء احمدیت کا یہ مرقع آن لائن پڑھا جاسکتا ہے۔ نیز اس میں جماعتی مالی نظام سے متعلق آگاہی بھی موجود ہے، جس کو پڑھ کر جماعتی مالی نظام کو بہتر طریق سے سمجھا جا سکتا ہے۔

- مالی قربانی کی اہمیت
- تشخیص بجٹ
- ارشادات
- تحریکات
- وصیت

حدیث کی اقسام

محدثین نے حدیث کی بہت سی قسمیں قرار دی ہیں۔ ان میں سے ذیل کی اقسام زیادہ مشہور ہیں:

(۱) حدیث قولی:
یعنی وہ حدیث جس میں حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ بیان کئے گئے ہوں مثلاً کوئی صحابی یہ بیان کرے کہ فلاں موقع پر آنحضرت ﷺ نے یہ تقریر فرمائی یا فلاں شخص کے ساتھ یہ گفتگو کی یا فلاں صحابی کو یہ حکم دیا وغیرہ وغیرہ۔

(۲) حدیث فعلی:
یعنی وہ حدیث جس میں آنحضرت ﷺ کے کسی قول کا ذکر نہ ہو بلکہ صرف فعل کا ذکر ہو مثلاً یہ کہ آنحضرت ﷺ نے فلاں موقع پر یہ کام کیا یا فلاں دینی فریضہ اس رنگ میں ادا فرمایا وغیرہ وغیرہ۔

(۳) حدیث تقریری:
یعنی وہ حدیث جس میں آنحضرت ﷺ کا کوئی قول یا فعل تو بیان نہ کیا گیا ہو لیکن یہ ذکر ہو کہ آپ کے سامنے فلاں شخص نے فلاں کام کیا یا فلاں بات کہی اور اسے آپ نے اس کام کے کرنے یا اس بات کے کہنے سے نہیں روکا۔ دراصل عربی زبان میں "تقریر" کے معنی بولنے کے نہیں ہوتے بلکہ کسی بات کو برقرار رکھنے کے ہوتے ہیں۔ پس حدیث تقریری سے وہ حدیث مراد ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے کسی صحابی کے فعل یا قول کو صحیح سمجھتے ہوئے اسے برقرار رکھا ہو اور اس پر اعتراض نہ فرمایا ہو۔

(۴) حدیث قدسی:
یعنی وہ حدیث جس میں آنحضرت ﷺ نے خدا تعالیٰ کی طرف کوئی ارشاد یا فعل منسوب کیا ہو مثلاً یہ فرمایا ہو کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس طرح ارشاد فرمایا ہے اور یہ بات قرآنی وحی کے علاوہ ہو۔

(۵) حدیث مرفوع:
یعنی وہ حدیث جس کا سلسلہ آنحضرت ﷺ تک پہنچتا ہو اور آپؐ کی طرف کوئی بات براہ راست منسوب کی گئی ہو کہ آپ نے فلاں موقع پر یہ بات فرمائی۔

(۶) حدیث موقوف:
یعنی وہ حدیث جو آنحضرت صلی ایام تک پہنچنے کی بجائے کسی صحابی تک آکر رک جاتی ہو مگر اس حدیث کی نوعیت اور صحابی کا انداز بیان ایسا ہو کہ یہ قیاس کیا جائے کہ یہ حدیث آنحضرت ﷺ سے سنی گئی ہو گی۔

(۷) حدیث متصل:
یعنی وہ حدیث جس کے تمام راوی پوری پوری ترتیب کے ساتھ مذکور ہوں اور کوئی راوی درمیان میں چھٹا ہوا نہ ہو۔

(۸) حدیث منقطع:
یعنی وہ حدیث جس کا کوئی راوی درمیان میں سے چھٹا ہوا ہو جس کی وجہ سے ایسی حدیث کے حسن و قبح کا اندازہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

(۹) حدیث صحیح:
یعنی وہ حدیث جس کے تمام راوی حافظہ اور سمجھ اور دیانت کے لحاظ سے قابل اعتماد ہوں اور اگر غور کیا جائے تو ایک راوی کو قابل اعتماد سمجھنے کے لئے یہی تین اوصاف ضروری ہوتے ہیں۔

(۱۰) حدیث ضعیف:

یعنی وہ حدیث جس کا کوئی راوی حافظہ یا سمجھ یا دیانت کے لحاظ سے قابل اعتماد نہ ہو۔ حتی کہ اگر کسی حدیث کے راویوں میں سے کوئی ایک راوی بھی نا قابل اعتماد ہو گا تو باوجود اس کے کہ دوسرے راوی قابل اعتماد ہوں یہ حدیث ضعیف سمجھی جائے گی۔

(۱۱) حدیث موضوع

یعنی وہ حدیث جس کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ وہ کسی دروغ گو راوی نے اپنی طرف سے وضع کر کے بیان کر دی ہے۔

(۱۲) اثر:

(جس کی جمع آثار ہے) اس روایت کو کہتے ہیں جو صرف کسی صحابی کے قول پر مشتمل ہو اور اس میں آنحضرت ﷺ کی طرف کوئی بات منسوب نہ کی گئی ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ اثر دراصل حدیث کی اقسام میں شامل نہیں ہے بلکہ ایک جداگانہ چیز ہے مگر چونکہ حدیث کی کتابوں میں بالعموم آثار بھی شامل ہوتے ہیں اس لئے بعض اوقات عام لوگ ان دونوں اصطلاحوں میں فرق نہیں کرتے۔

(چالیس جواہر پارے، صفحہ ۶ تا ۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں:

”تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات فردِ قراردادِ جرم کو بھی ردّی کر دیتے ہیں۔ اُصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لیے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا، جب تک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ صدقہ اس کو اسی لیے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۵۵، ایڈیشن ۱۹۸۸ء)
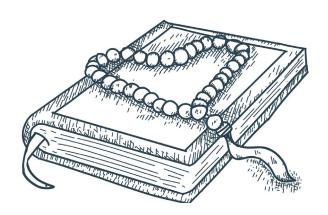
عصر حاضر کے مسائل اور قرآن مجید میں ان کا حل

از قلم طلحہ باجوہ

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (سورۃ النحل: ۹۰)

اور ہم نے تیری طرف کتاب اتاری ہے اس حال میں کہ وہ ہر بات کو کھول کھول کر بیان کرنے والی ہے اور ہدایت اور رحمت کے طور پر ہے اور فرمانبرداروں کے لئے خوشخبری ہے۔

آج دنیا مختلف مسائل سے دوچار ہے جن میں مالی مشکلات، ازدواجی اور خاندانی مسائل، کبیدگی اور اضطراب (depression)، کثرتِ گناہ، اور بچوں کی تربیت جیسے مسائل شامل ہیں۔ یہ مسائل نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی سطح پر بھی انسانیت کو متاثر کر رہے ہیں۔ ایسے وقت میں قرآن مجید ایک روشن رہنمائی فراہم کرتا ہے جو ہر زمانے کے لیے قابل عمل ہے۔

دنیا کی تاریخ میں ہر دور کے انسانوں کو مختلف مسائل اور چیلنجز کا سامنا رہا ہے لیکن موجودہ دور میں یہ مسائل نہایت پیچیدہ اور گہرے ہو چکے ہیں۔ معاشرتی، روحانی، اور ذاتی مسائل کی شدت نے انسانیت کو ایک ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا ہے جہاں رہنمائی کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مستشرقین بعض دفعہ نادانی میں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیمات صرف پرانے زمانے کے لئے ہی قابل عمل تھیں اور موجودہ مسائل کا اس میں چنداں حل نہیں مگر انہیں کیا معلوم کہ قرآن مجید جو ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، ان سب مسائل کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ اب ہم عصر حاضر کے ان مسائل کا حل قرآن کریم کی رو سے زیرِ نظر لاتے ہیں۔

مالی مشکلات

مالی مشکلات زندگی کا ایک عام حصہ ہیں جو انسان کو مختلف آزمائشوں اور چیلنجز کا سامنا کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔ یہ مسائل عموماً وسائل کی کمی، غیر متوازن اخراجات، یا غیر متوقع حالات جیسے بیماری، بے روزگاری یا معاشی بحران کے سبب پیدا ہوتے ہیں۔ ان مشکلات کا حل صبر، حکمتِ عملی، اور بہتر مالی منصوبہ بندی کے ذریعے ممکن ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، اللہ پر بھروسہ اور دعا کے ساتھ ساتھ، محنت اور وسائل کے مؤثر استعمال سے انسان ان مشکلات پر قابو پا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۔ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۔ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۔ (سورۃ نوح: ۱۱-۱۳)

ترجمہ: اپنے ربّ سے بخشش طلب کرو یقیناً وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر لگاتار برسنے والا بادل بھیجے گا۔ اور وہ اموال اور اولاد کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغات بنائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔

پھر فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۔ (سورۃ الطلاق: ۳-۴)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اُس کے لئے وہ نجات کی کوئی راہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اُسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔ اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اُس کے لئے کافی ہے۔

اور فرمایا:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (سورۃ النجم: آیت ۴۰)

اور یہ کہ انسان کے لئے اُس کے سوا کچھ نہیں جو اُس نے کوشش کی ہو۔

گناہوں سے بچاؤ

گناہوں سے بچنا ایک مومن کے لیے نہایت ضروری ہے کیونکہ اسی کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ انسان جب گناہوں سے بچتا ہے تو یقینی طور پر نیکیوں میں بڑھتا ہے جو اللہ کے حضور بہت برگزیدہ ہیں۔ آج کل کی اس مادہ پرست دنیا میں جہاں نیکیوں کا رجحان کم ہے وہیں اس قدر معاشرتی برائیاں ہیں کہ بچنا محال ہے اور اسی لیے پہلے سے بڑھ کر قرآنی تعلیمات سے مزین ہونا بھی ضروری ہے۔ گناہوں سے بچنے کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکۡرٰی لِلذّٰکِرِیۡنَ۔ (سورۃ ھود، آیت 115)

ترجمہ: اور دن کے دونوں کناروں پر نماز کو قائم کر اور رات کے کچھ ٹکڑوں میں بھی۔ یقیناً نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کے متعلق اپنی تفسیر میں فرمایا:

"نیکیوں کی عادت سے بدیوں کی عادت دور ہو جاتی ہے۔ اس لئے جو شخص اپنے نفس کی اصلاح کرنا چاہے اسے چاہئے کہ جس بدی کی عادت ہو اس کے بلمقابل کی نیکیوں کی عادت ڈالے۔ اس سے خود بخود اس کی وہ بدیاں جن کی اسے عادت ہو چھوٹنے لگ جائیں گے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۴، صفحہ ۳۷۶)

لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم پہلے سے بڑھ کر نیکیوں کی راہ پر قدم مارنے والے ہوں تا ہماری بدیاں ہم سے ہمیشہ کیلئے دور ہو جایئں۔

اضطراب Depression

اضطراب ایک ایسی کیفیت ہے جس میں انسان کا دل و دماغ بے چینی، خوف، اور غیر یقینی کے احساس سے دوچار ہوتا ہے۔ یہ عموماً زندگی کی مشکلات، غیر متوقع حالات، یا مستقبل کی فکر کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ اضطراب نہ صرف ذہنی سکون کو متاثر کرتا ہے بلکہ جسمانی صحت پر بھی منفی اثر ڈال سکتا ہے، جیسے نیند کی کمی یا دل کی دھڑکن کا تیز ہونا۔ اس کیفیت سے نجات کے لیے قرآن کریم بتلاتا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَهۡدِیۡۤ اِلَیۡهِ مَنۡ اَنَابَ۔ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔

(سورۃ الرعد: آیت ۲۸-۲۹)

یقیناً اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ ٹھہراتا ہے اور اپنی طرف (صرف) اسے ہدایت دیتا ہے جو (اس کی طرف) جھکتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسی شے ہے جو قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا: اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔ پس جہاں تک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے اسی سے اطمینان حاصل ہوگا۔ ہاں اس کے واسطے صبر اور محنت درکار ہے۔

خاندانی مسائل

خاندانی مسائل وہ تنازعات اور مشکلات ہیں جو گھر کے افراد کے درمیان پیدا ہوتے ہیں اور ان کے باہمی تعلقات کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ مسائل عموماً غلط فہمیوں، مالی مشکلات، عدم برداشت، یا وقت کی کمی کی وجہ سے جنم لیتے ہیں۔ خاندانی مسائل نہ صرف ذہنی دباؤ کا باعث بنتے ہیں بلکہ خاندان کے سکون اور خوشحالی کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔ اگر قرآن کریم کی تعلیمات کو ذہن میں رکھا جائے تو کبھی یہ سب معاملات پیش ہی نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ (سورۃ الحجرات، آیت ۱۲)

ترجمہ: اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو۔

اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَلَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا (سورۃ الحجرات، آیت ۱۳)

ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔

خاندانی مسائل میں ازدواجی مسائل بھی شامل ہیں اور بچوں کے مسائل بھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ دعا سکھلائی:

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا (سورۃ الفرقان، آیت ۷۵)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

پھر، بچوں کے لئے بھی یہ دعا سکھائی:

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوةِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ۔ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ

(سورۃ ابراھیم، آیت ۴۱)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔

آزمائشوں سے راحت
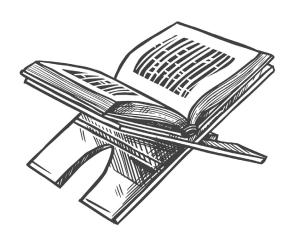
زندگی میں آزمائشیں اور مصائب ہر انسان کے ساتھ ہی لگے ہوئے ہیں۔ یہ مصائب انسان کے کردار کو بنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! کیا تم ایمان لانے کے بعد یہ سمجھے کہ اب تم پر کوئی آزمائش نہیں آئے گی؟ اب تو آزمائشوں کے انبار لگنے والے ہیں جو نیکوں اور بدوں میں تمیز کر کے دکھائے گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ گھبراؤ نہیں۔ میں کسی پر بھی اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ پس جہاں آزمائشیں ہوتی ہیں، وہیں راحت بھی ضرور ہوتی ہے جو آج نہیں تو کل مل کر رہتی ہے بشرطیکہ انسان صبر اور استقامت دکھلائے۔ پس ہر آزمائش میں ہمیں اسی قرآنی تعلیم کو مدنظر رکھنا چاہیے اور اللہ کے حضور ہی جھکنا چاہیے جیسے فرمایا:

وَاَيُّوۡبَ اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىۡ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ

(سورۃ الانبیاء، آیت ۸۴)

ترجمہ: اور ایوب (کا بھی ذکر کر) جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ مجھے سخت اذیت پہنچی ہے اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

قابو کھونا یا مغلوب ہونا

زندگی میں مغلوب ہونا ایک ایسی کیفیت ہے جو انسان کو بے بسی اور کمزوری کا احساس دلاتی ہے۔ یہ صورتحال عموماً دباؤ یا غیر متوازن حالات کے باعث پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان ایسی کیفیت محسوس کرتا ہے جہاں وہ اپنے آپ کو مغلوب دیکھتا ہے تو وہ ذہنی اور جذباتی طور پر مزید کمزور ہو سکتا ہے۔ اس صورتحال میں اللہ پر یقین اور اس سے دعا اس جدوجہد میں سب سے بڑا سہارا ہے۔

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّىۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ (سورۃ القمر، آیت ۱۱)
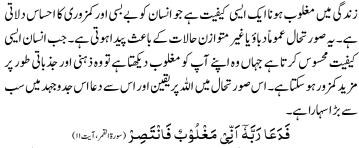
ترجمہ: تب اس نے اپنے ربّ کو پکارا اور کہا کہ میں یقیناً مغلوب ہوں۔ پس میری مدد کر۔

پس، جہاں ان تمام مسائل اور مصیبتوں کا حل مسلسل صبر اور استقامت اور اللہ کے حضور اَن گنت دعائیں ہیں، وہیں پیش از ان مسائل کے، ابتلاؤں سے بچنے اور زندگی میں خوشیاں اور آسانی پیدا کرنے کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے کیونکہ اصل مومن تو وہی ہوتا ہے جو سُکھ میں بھی خدا تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے۔ پس ہمیشہ یہ دعا بھی لبوں پر رہنی چاہیے:

رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ۔ صَدۡرِىۡ وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۡ۔ (سورۃ طٰہٰ، آیت ۲۶-۲۷)

ترجمہ: اے میرے ربّ! میرا سینہ میرے لئے کشادہ کر دے۔ اور میرا معاملہ مجھ پر آسان کر دے۔

قرآن مجید عصر حاضر کے ہر مسئلہ کا حل پیش کرتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس کی تعلیمات کو سمجھیں اور اپنی زندگیوں میں انہیں نافذ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم اس عظیم کتاب کی تعلیمات کو سمجھ سکیں اور ان سے فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ آمین۔

سفرنامہ
تحریر از حنان احمد قریشی

Vaughan to Algonquin

وان سے الگانکوئن تک

قدرت ایک ایسی چیز ہے جس کو جتنا بھی دیکھا جائے اور سراہا جائے کم ہے۔ خاص کر کے کینیڈا جیسے ملک میں، جہاں سال میں کئی بار یہ خطہ نت نئے رنگوں کے دیدار کرواتا ہے۔ جہاں سال کے آغاز میں برف باری کے دوران ہر شے سفید ہو جاتی ہے، موسم گرما سب کچھ رنگین کر دیتا ہے اور ستمبر اکتوبر میں جب موسم خزاں دنیا کے ایک بڑے حصے پر قابض ہو جاتا ہے، کینیڈا سب سے منفرد نظارے دکھاتا ہے۔ انہیں قدرت کے نظاروں کو اور رنگوں کے حسن کو دیکھنے کیلئے ہم اونٹاریو کی شمال کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ہماری منزل سے تقریباً ۳ سے ۴ گھنٹے کی دوری پر الگانکوئن پارک تھا۔ لیکن جس طرح کہا جاتا ہے کہ سفر منزل سے خوبصورت ہوتا ہے، ہم نے اس بات کو سچ ثابت ہوتے ہوئے دیکھا۔ قدرت کے نظارے ہر لمحہ ہمارے ساتھ تھے۔ اور سورج کبھی بادلوں کے پیچھے اور سامنے آتے رہتا۔ جب سفر کی بات ہو تو حکومتی کاوش کو داد دینا بھی لازم ہے، اور یہ دیکھنا بہت حیرت انگیز ہے کہ عوام کی رسائی کے لئے اس قدر محنت کے ساتھ سڑکیں تیار کی گئی ہیں۔ اور یہ بل کھاتی، اترتی اور چڑھتی سڑکیں یوں معلوم ہوتی ہیں جیسے راہِ جنت ہوں۔

Bracebridge
بریس برج
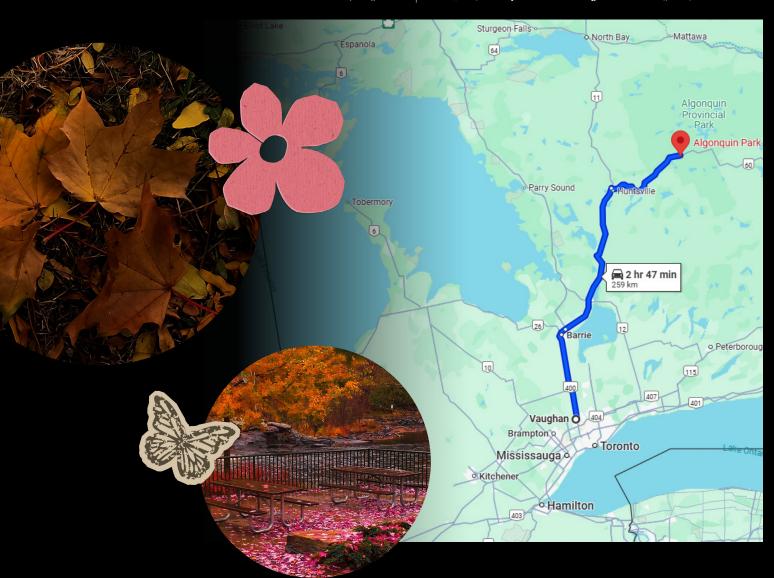
ہمارے سفر کا آغاز vaughn سے ہوا اور پھر ہائی وے کے ذریعہ ہم اپنے سفر کے پہلے سٹاپ پر پہنچے جو کہ تقریبا ۲ گھنٹے کی دوری پر پڑا۔ Brace Bridge، ایک بہت ہی خوبصورت چھوٹا سا قصبہ تھا۔ Brace Bridge ۱۸۸۹ میں بطور قصبہ کے تسلیم کیا گیا۔ یہ شہر Muskoka River پر واقعہ ایک آبشار کے ارد گرد تعمیر کیا گیا ہے۔ Brace Bridge اونٹاریو کا پہلا قصبہ تھا جو کہ ہائڈرو پاور پلانٹ کے ذریعہ بجلی بنانے لگا اور بجلی کے معاملے میں خود مختاری حاصل کی۔

شہر کے بیچوں بیچ واقعہ یہ آبشار زمینی سطح زمین سے چند فٹ ہی اونچا ہے لیکن خوبصورتی میں لاجواب ہے۔ اس چشمے پر واقع پل سے شہر اور Muskoka River کا دلکش منظر دیکھنے کو ملتا ہے۔ خزاں کے رنگ ہر نظارے کو رنگیں اور منفرد بنا رہے تھے۔

Indian Landing
انڈین لینڈنگ

ہمارے سفر کا اگلا سٹاپ میری لیک پر واقعہ ایک اور چھوٹا سا چشمہ تھا۔ اس جگہ کا نام انڈین لینڈنگ تھا۔ یہ ایک قدرے چھوٹا پارک تھا۔ اس جگہ کی ہائی لائٹ اس آبشار کے علاوہ اس پر واقعہ درخت تھا۔ جو کہ ایک نہایت عجیب طریق سے پانی کی طرف جھکا ہوا تھا اور کافی پرانا تھا۔ اس درخت کے پتے جھڑ چکے تھے، لیکن کہا جاتا ہے کہ بہار کے موسم میں یہ درخت دوبارہ ہرا ابھرا

ہو جاتا ہے۔ یہاں زمین پتوں کے گرنے کے باعث زرد ہی معلوم ہوتی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے میپل کے پتوں کا کالین بچھا ہو۔ یہاں تصاویر اتارنے اور ویڈیوز بنانے کے بعد ہم اگلے سٹاپ کی طرف روانہ ہوئے۔ جو کہ وہاں سے تقریباً ۱۰ منٹ کی ڈرائیو پر تھا۔

گاڑی میں بیٹھے ہوئے بھی ہمارا وقت ضائع نہیں ہوا کیونکہ چاروں طرف ہی خوبصورت نظارے تھے۔

Port Sydney

پورٹ سِڈنی

پورٹ سڈنی ساحل ایک نہایت ہی پرسکون جگہ تھی۔ خاموشی اس قدر طاری تھی اس جگہ پر کہ آواز گونج رہی تھی۔ پانی اتنا خاموش بھی ہو سکتا ہے یہ میں نے پہلی بار محسوس کیا تھا۔ چھوٹا سا ساحل، اور ایک Dock کے علاوہ کچھ فاصلے پر ایک جزیرہ نمایاں تھا اور ٹھیک ہمارے پیچھے اونچائی پر خوبصورت گھروں کا نظارہ تھا جو کہ ایک فلمی نظارہ لگ رہا تھا۔

Ragged Falls
ریگڈ فالز

اب ہم الگانکوئن پارک کی حدود میں داخل ہو چکے تھے اور یہاں ہم نے Ragged Falls جو کہ Oxtongue River پر واقع تھا۔ یہاں ہمیں چند میٹرز اونچائی پر ہائیک کرنی پڑی لیکن اس ہائیک کے بعد جو نظارہ دیکھنے کو ملا وہ سب تھکان دور کرنے والا تھا۔ اس آبشار کے تین حصہ تھے، سب سے پہلے بہنے والا چشمہ قدرے آہستہ تھا اور سطح کے قریب تھا، لیکن اس کا اگلا حصہ اس قدر تیز تھا کہ اس کے بہاؤ کے ساتھ لڑنا ناممکن ہے۔ مجھے اس کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور خطرہ مول لے کر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھنے کا موقع ملا، گو چند لمحے ہی میں نے اس کے قریب گزارے لیکن ان چند لمحوں میں قدرت کو اپنے اوپر حاوی ہوتے ہوئے محسوس کیا۔ اور یہ احساس ہوا کہ قدرت کے سامنے انسان کس قدر عاجز ہے۔ وہ چاہے تو پانی کے ایک چشمے سے بھی انسان کو غرق کر سکتا ہے۔
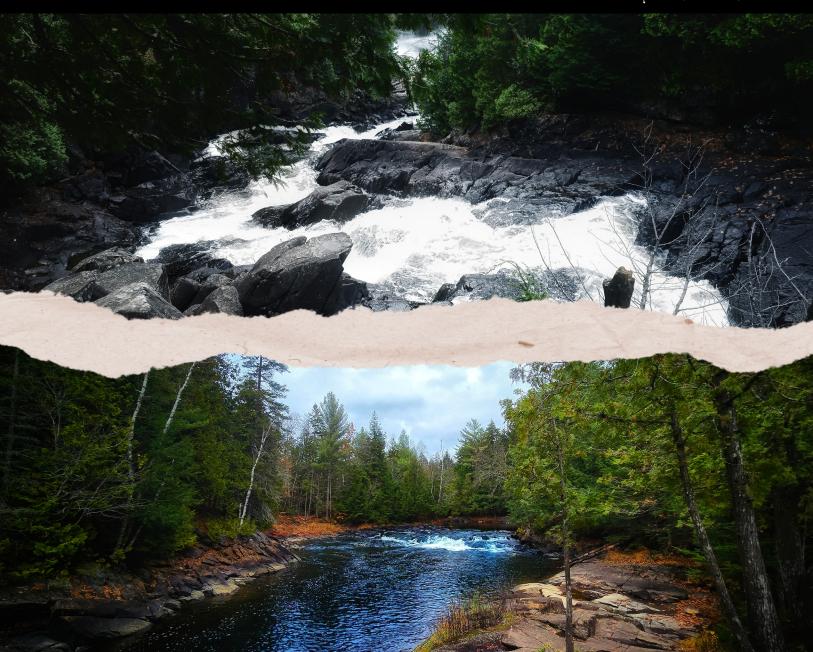
اس وقت شام ہونے کو تھی، تو ہم نے واپسی کا راہ دیکھا، ڈرائیونگ جاری رہی اور راستے میں ایک مقام پر ہرنوں کا ریوڑ دیکھنے کو ملا، ایک جگہ رک کر آئس کریم بھی کھائی جو کہ بہت لزیز تھی۔ مختلف نظاروں کو دیکھتے دیکھتے ہی سورج ڈھل چکا تھا اور سرِ شام ہی ہماری واپسی ہو گئی۔

QR code سکین کر کے اس سفر کے نظاروں سے لطف اندوز ہوں۔

یوٹیوب پر ویڈیو دیکھیں